بسم اللہ الرحمن الرحیم

بگرامیٔ خدمت اُستاذِ محترم ومکرم شیخنا العلّام، شیخ الاسلام حضرتِ اقدس مفتی مُحمّد تقی عُثمانی صاحب زید مجدکم السامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اُمید ہے کہ حضورِ والا اَمن وعافیت سے ہوں گے؟

مؤدّبانہ گزارش ہے کہ "فتاویٰ عُثمانی": (۱/۴۶۰) پر درج ہے:

اگر مسبوق قعدۂ اَخیرہ میں شریک ہوا، تشہد پورا کرنے سے قبل امام نے سلام پھیرا، تو مسبوق اپنا تشہد پورا کئے بغیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے بلا کراہت نماز جائز ہے، اور تشہد مکمل کرکے اُٹھنا افضل ہے۔

دلیل میں "ردّ المحتار" کی عبارتِ ذیل لکھی ہے:

ومقتضاه أنه يتم التشهد ثم يقوم ولم أره صريحًا، ثم رأيته في «الذخيرة» ناقلا عن أبي الليث: المختار عندي أنه يتم التشهد وإن لم يفعل أجزأه. إهـ. ولله الحمد.

حالانکہ علاّمہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "درّ مختار" کی عبارت کی تشریح کرتے ہوئے یہ تفصیل لکھی ہے، آگے متّصل علاّمہ موصوف جو تشریح کرتے ہیں، اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا رُجحان بھی وجوبِ اِتمامِ تشہد کی طرف ہے۔

ومقتضى هذا أنه يجب إتمام التشهد، لكن قد يدعي عكس التعليل فيقال: إتمام التشهد واجبٌ إذا لم يعارضه وجوبُ المتابعة نعم! قولهم: "لا يتابعه" يدل على بقاء وجوب الإتمام وسقوط المتابعة؛ لتأكد ما شرع فيه...إلخ

کہہ کر مذکورہ تعلیل کا جواب دے رہے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علاّمہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ قول راجح ہے، بعد میں دونوں اقوال کے درمیان تطبیق ذکر کرتے ہیں، اور عدمِ وجوب والے قول کی توجیہ بیان فرماتے ہیں کہ: وحينئذ فقولهم: "ولو لم يتم جاز" معناه: صحّ مع الكراهة التحريمية...إلخ پھر اس کی تائید میں کہتے ہیں: ويدلّ عليه أيضًا تعليلهم بوجوب التشهد إذ لو كانت المتابعة واجبةً أيضًا لم يصحّ التعليل...إلخ یہاں پر علاّمہ شامی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ تعلیل کا جواب نہیں دے رہے ہے بلکہ تائید میں ذکر کر رہے ہیں، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اِتمامِ تشہد والا قول ان کے ہاں راجح ہے، علاّمہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس سے تھوڑا پہلے "درّ مختار" کی عبارت کی تشریح میں لکھتے ہیں: [٤٢٤٥](قوله: لوجوبه) أي: لوجوب التشهد كما في «الخانية» وغيرها، ومقتضاه: سقوط وجوب المتابعة كما سنذكره[في المقولة الثانية]وإلا لم ينتج المطلوب فافهم. اس سے

بھی صاف ظاہر ہے کہ اِتمام والا قول راجح عندہٗ ہے، اس کے بعد لکھتے ہیں:

[۴۲۴۶] "ولو لم يتم جاز" "درِّ مختار" أي: صحّ مع كراهة التحريم كما أفاده "ح" اس پر اعتراض ہوتا ہے، اس کا جواب تحریر فرماتے ہیں: لأن الإتيان به لا يفوت المتابعة بالكلية وإنما يؤخرها، والمتابعة مع قطعه تفوته بالكلية، فكان تأخير أحد الواجبين مع الإتيان بهما أولى من ترك أحدهما بالكلية...إلخ ["ردّ المحتار"، ایچ ایم سعید: (۱/۴۹۶)، فرفور: (۳/۳۱۴)] اس سے بھی ترجیح للاتمام کو معلوم ہوتی ہے، اور احتیاط اسی قول میں معلوم ہوتی ہے، نیز بیشتر اکابر و مشائخ عُلماءِ دیوبند رحمۃ اللہ علیہم کا فتویٰ بھی اسی قول پر ہے، کم از کم "ردّ المحتار" کی مذکورہ عبارت سے عدمِ اتمام تشہد پر استدلال صحیح نہیں ہونا چاہیئے۔

دوسرے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر مذکورہ مسئلہ کو بلا اختلاف ذکر کیا ہے، اور وہاں دوسرے قول کو ذکر ہی نہیں کیا: [۴۰۲۳] (قوله: ومتابعة الإمام)...والحاصل...فإن عارضها واجب لا ينبغي أن يفوته بل يأتي به ثم يتابع، كما لو قام الإمام قبل أن يتم المقتدي التشهد فإنه يتمه ثم يقوم؛ لأن الإتيان به لا يفوت المتابعة بالكلية...إلخ ["ردّ المحتار"، ایچ ایم سعید: (۱/۴۷۰)، فرفور: (۳/۲۲۶)]

اب اُستاذِ محترم و مکرم زید لُطفہٗ و کرمہٗ! کی خدمتِ اَقدس میں درخواست ہے کہ ان عبارات کے ہوتے ہوئے ہم قول عدمِ وجوب پر فتویٰ دے سکتے ہیں؟ اور احتیاط پر عمل کرتے ہوئے یہ فتویٰ دیا جاسکتا ہے کہ تشہد پورا کر کے اُٹھنا واجب ہے؟

مُستفتی: مولوی رحمت اللہ، فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
پتہ: رحمت آباد، پوسٹ بکس: (41) چمن، بلوچستان
رابطہ نمبر: 0313-8338429

دار الافتاء

﴿جواب مُنسلکہ اَوراق پر مُلاحظہ فرمائیں﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملهم الصواب

اگر مسبوق کے تشہد پورا کرنے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو مختار اَور راجح قول کے مطابق مسبوق تشہد پورا کر کے اُٹھے گا، تاہم اگر وُہ تشہد پورا کئے بغیر کھڑا ہو گیا تب بھی نماز اَدا ہو جائے گی، اَلبتہ تشہد پورا کئے بغیر کھڑا ہونا مکروہِ تحریمی ہے یا نہیں؟

اِس سلسلے میں حضراتِ فقہاءِ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے دو اقوال ہیں:

(۱)۔۔۔ایک قول یہ ہے کہ اُس کی نماز بِلا کراہت دُرست ہو جائے گی۔

علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۱۲۳۱ھ) نے "حاشیۃ الطحطاوی علی الدّر المختار" اَور "حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، شرح نورالایضاح" میں، اَور علاّمہ مصطفیٰ بن محمد انصاری رحمتی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۱۲۵۰ھ) نے "حاشیۃ الرّحمتی علی الدّر المختار" میں اِسی قول کو اختیار کیا ہے، فقیہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۳۷۳ھ) کے صَنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا رُجحان بھی اِسی پہلے قول کی طرف ہے، اَور متقدّمین حضراتِ فقہاءِ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی بعض عبارات (مثلاً: "ولو لم یتم جاز" اَور "وإن لم یتم أجزأہ" وغیرہ) کے ظاہر سے بھی اِسی موقف کی تائید ہوتی ہے، بظاہر "فتاویٰ عثمانی" میں اِسی قول کو اختیار کیا گیا ہے۔

(۲)۔۔۔دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی نماز کراہت کے ساتھ اَدا ہو گی۔

علاّمہ ابراہیم بن محمد حلبی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۹۵۶ھ) نے "غنیۃ المتملّی فی شرح مُنیۃ المُصلّی" للعلاّمۃ محمد بن محمد بن علی الکاشغری (ت:۷۰۵ھ) میں، علاّمہ برہان الدین ابراہیم بن مصطفیٰ حلبی مداری رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۱۱۹۰ھ) نے "تحفۃ الاخیار علی الدُّر المختار" میں اِسی قول کو اختیار کیا ہے اَور علاّمہ شامی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۱۲۵۲ھ) کے صَنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا رُجحان بھی اِسی دوسرے قول کی طرف ہے جیسا کہ سوال میں ذِکر کردہ عِبارات سے واضح ہے۔

تاہم مذکورہ بالا دونوں اقوال میں سے دوسرا قول درج ذیل وجوہ کی بِناء پر راجح معلوم ہوتا ہے:

دار الافتاء

"تشہد" بالاتفاق واجب ہے اور حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ نے تشہد مکمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے حتیٰ کہ اگر قعدۂ اولیٰ میں اتمام تشہد کی وجہ سے تیسری رکعت کے فوت ہونے کا خوف ہو تب بھی تشہد مکمل کرنے کا حکم فرمایا ہے، اسے چھوڑنا کراہت سے خالی نہیں ہوگا۔

نیز قعدۂ اخیرہ میں تشہد پورا کر کے اٹھنے کی صورت میں اتباعِ امام کے ترک کی خرابی بھی لازم نہیں آتی؛ کیونکہ قعدۂ اخیرہ میں امام کے سلام پھیرنے کے ساتھ ہی مسبوق امام کی متابعت سے نکل جاتا ہے جبکہ تشہد پورا کئے بغیر اٹھنے کی صورت میں ایک واجب یعنی: تشہد بالکلیہ متروک ہو جاتا ہے، لہذا راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ تشہد پورا کئے بغیر اٹھنا کراہت سے خالی نہ ہو۔

چنانچہ برصغیر پاک وہند کے متعدد اردو فتاویٰ میں بھی بظاہر اسی دوسرے قول کو اختیار کیا گیا ہے مثلاً: "امداد الاحکام" (۱/۵۵۱)، "امداد الفتاویٰ":(۱/۴۰۱)، "فتاویٰ دار العلوم دیوبند:(۲/۱۵۰)"، "فتاویٰ رحیمیہ":(۵/۲۸)، "فتاویٰ محمودیہ":(۶/۵۶۰-۵۶۱) وغیرہ۔

البتہ اتنی بات پر سب کا اتفاق ہے کہ صورتِ مسئولہ میں تشہد چھوڑنے کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا اور نہ ہی نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے۔

والعبارات المؤيدة للقول الثاني:

ما جاء في «رد المحتار» لمحمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: ١٢٥٢هـ)، (١/ ٤٩٦):

(قوله: فإنه لا يتابعه إلخ) أي: ولو خاف أن تفوته الركعة الثالثة مع الإمام كما صرح به في «الظهيرية»، وشمل بإطلاقه ما لو اقتدى به في أثناء التشهد الأول أو الأخير، فحين قعد قام إمامه أو سلم، ومقتضاه أنه يتم التشهد ثم يقوم ولم أره صريحًا، ثم رأيته في «الذخيرة» ناقلاً عن أبي الليث: المختار عندي أنه يتم التشهد وإن لم يفعل أجزاه اهـ. ولله الحمد، (قوله: لوجوبه) أي: لوجوب التشهد كما في «الخانية» وغيرها، ومقتضاه سقوط وجوب المتابعة كما سنذكره وإلا لم ينتج المطلوب فافهم. (قوله: ولو لم يتم جاز) أي: صح مع كراهة التحريم كما أفاده "ح"، ونازعه "ط" و"الرحمتي"، وهو مفاد ما في «شرح المنية» حيث قال: والحاصل: أن متابعة الإمام في الفرائض والواجبات من غير تأخير واجبة فإن عارضها واجب لا ينبغي أن

دار الإفتاء

يفوته بل يأتي به ثم يتابعه لأن الإتيان به لا يفوت المتابعة بالكلية وإنما يؤخرها، والمتابعة مع قطعه تفوته بالكلية، فكان تأخير أحد الواجبين مع الإتيان بهما أولى من ترك أحدهما بالكلية، بخلاف ما إذا عارضتها سنة لأن ترك السنة أولى من تأخير الواجب. اهـ.

أقول: ظاهره أن إتمام التشهد أولى لا واجب، لكن لقائلٍ أن يقول: إن المتابعة الواجبة هنا معناها عدم التأخير فيلزم من إتمام التشهد تركها بالكلية، فينبغي التعليل بأن المتابعة المذكورة إنما تجب إذا لم يعارضها واجب، كما أن رد السلام واجب، ويسقط إذا عارضه وجوب استماع الخطبة، ومقتضى هذا أنه يجب إتمام التشهد، لكن قد يدعي عكس التعليل فيقال: إتمام التشهد واجب إذا لم يعارضه وجوب المتابعة **نعم قولهم لا يتابعه يدل على بقاء وجوب الإتمام وسقوط المتابعة لتأكد ما شرع فيه على ما يعرض بعده، وكذا ما قدمناه عن«الظهيرية»، وحينئذ فقولهم ولو لم يتم جاز معناه صح مع الكراهة التحريمية، ويدل عليه أيضا تعليلهم بوجوب التشهد إذ لو كانت المتابعة واجبة أيضا لم يصح التعليل كما قدمناه فتدبر.**

و«**فيه أيضًا**»، (٢/ ١٠): (قوله: بخلاف التشهد) أي: فإن الإمام لو سلم أو قام للثالثة قبل إتمام المؤتم التشهد؛ فإنه لا يتابعه بل يتمه لوجوبه كما قدمه في "فصل الشروع في الصلاة" (قوله: لأن المخالفة إلخ) ... وكذا في«**البحر الرائق شرح كنز الدقائق**»لابن نجيم المصري: (١/ ٥٥٢)، وفي«**فتاوى الإمام قاضي خان**»لفخر الدين حسن بن منصور الأوزجندي الفرغاني الحنفي (المتوفى سنة ٥٩٢)، وفي«**النهر الفائق شرح كنز الدقائق**»لسراج الدين عمر بن إبراهيم بن نجيم الحنفي (ت ١٠٠٥هـ) (١/ ٢١٤)، وفي"**الذخيرة البُرهانية**" المسمّىٰ ب"**ذخيرة الفتاوىٰ فى الفقه على المذهب الحنفي**"للامام العلّامة بُرهان الدّين ابى المعَالي محمود بن احمد المرغيناني البُخاري(المتوفّىٰ: ٦١٦هـ)، (جلد:٢/صفحة:٥١-٥٢).

وفي«"**تحفة الأخيار علي الدُّر المختار**" المشهورة بـ"**حاشية الحلبي على الدُّر**"»لبرهان الدين إبراهيم بن مصطفىٰ بن إبراهيم الحلبي المداري (المتوفىٰ: ١١٩٠هـ)، صـ:٥٤

قوله: (ولو لم يتمَّ جاز) الظاهر أنّ معنىٰ جاز هنا صحّ يعني: لو قطع التشهد و تابع يصحّ ويكون مرتكبًا كراهة التحريم حيث لم يكمل

دار الإفتاء

التشهد. فإنْ قلت: كما أنّ اكمال التشهد واجبٌ فمتابعة الإمام واجبةٌ وقد تعارضا فينبغي أنْ يخيّر بغير كراهة، قلت: لو ترك التشهد فات لا إلى خلفٍ بخلاف ما لو أتمّه؛ فإنّ السلام أو القيام مستدركٌ. فإنْ قلت: هذا ينافي ما تقدّم من أنّ متابعةَ الإمام في الفرض فرضٌ فكيف تكون متابعته في القيام هنا واجبةً مع أنّ القيام فرضٌ، قلت: مرادهم هناك بالمتابعة الإتيان به بدليل قولهم إذا لم يأت المقتدي بركعةٍ ولو عمدًا إلى آخر الصلاة أتى بها في آخر الصلاة، فتحرّر أنّ معنى قولهم متابعته في الفرض فرضٌ الإتيان بذلك، وليس المراد به أنْ يركع معه مثلاً و يرفع معه بل و لا مشاركته في جزءٍ بل مطلق الإتيان.

وفي «تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق» لعثمان بن علي، فخر الدين الزيلعي الحنفي، (المتوفى: ٧٤٣ هـ) مع «حاشية الشِّلْبِي» لشهاب الدين أحمد بن محمد الشِّلْبِيّ، (المتوفى: ١٠٢١ هـ)، (١/ ١٩٥):

(قوله: ولأنه بالاقتداء صار تبعا للإمام) **حتى قالوا لو ترك بعض من خلف الإمام التشهد حتى قاموا معه بعد ما تشهد كان على من لم يتشهد أن يعود فيتشهد ويلحقه، وإن خاف أن يفوته الركعة الثالثة بخلاف المنفرد حيث لايعود؛ لأن التشهد هنا فرض بحكم المتابعة**، وهذا بخلاف ما إذا أدرك الإمام في السجود فلم يسجد معه السجدتين فإنه يقضي السجدة الثانية ما لم يخف فوت ركعة فإن خاف ذلك تركها؛ لأن هناك هو يقضي هاتين السجدتين ضمن قضاء الركعة فعليه أن يشتغل بإحراز الركعة الأخرى إذا خاف فوتها، **وهنا لا يقضي التشهد بعد هذا فعليه أن يأتي به ثم يتبع كالذي نام خلف إمامه، ثم انتبه.**

والعبارات المؤيدة للقول الأول:

ما جاء في «حاشية الطحطاوي على الدّر المختار» لأحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي (توفي ١٢٣١ هـ):

(بخلاف سلامه) أو قيامه لثالثة (قبل تمام المؤتم التشهد)؛ فإنه لا يتابعه بل يتمه لوجوبه، ولو لم يتم جاز.[وقال العلامة السيد أحمد الطحطاوي تحت (قوله: لوجوبه) علة غير منتجة؛ فإن المتابعة واجبة أيضًا. **وتحت (قوله: جاز) أي: من غير كراهة؛ لأنه قد تعارض واجبان فيتخير من غير كراهة، واستظهر الحلبي حمل الجواز علي الصحة وأثبت كراهة التحريم؛ لأن التشهد يفوت لا إلي بدل، وهو بعيد.]**

وفي «الفتاوى الهندية» المعروف بـ«العالمكيرية» للجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي، (١/ ٩٠):

(الفصل السادس: فيما يتابع الإمام وفيما لا يتابعه) إذا أدرك الإمام في التشهد وقام الإمام قبل أن يتم المقتدي أو سلم الإمام في آخر الصلاة قبل أن يتم المقتدي التشهد فالمختار أن يتم التشهد. كذا في «الفيائية» وإن لم يتم أجزأه. كذا في «فتح القدير» للكمال ابن الهمام (١/ ٤٨٤)، وفي «تبيين الحقائق» لفخر الدين الزيلعي (١/ ١١٩)، وفي «حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح» للطحطاوي (ص: ١٧١).

---والله تعالىٰ اعلم بالصواب

محمد آصف جهنگوی غفرله ولوالدیه

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

٨/ صفر المظفر/ ١٤٤٤ھ

٥/ ستمبر/ ٢٠٢٢ش

جواب صحیح ہے، البتہ تمام عبارات کو سامنے رکھنے کے بعد جو بات راجح معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ تشہد پورا کرنا تو تمام صورتوں میں کم از کم افضل ہے البتہ اسے پورا نہ کرنا قعدۂ اولیٰ میں بلا کراہت جائز ہے اور قعدۂ اخیرہ میں کراہت کے ساتھ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

٨-٢-١٤٤٤ھ

الجواب صحیح

٨/٢/١٤٤٤ھ

الجواب صحیح

٨/٢/١٤٤٤ھ

الجواب صحیح

١٣-٢-١٤٤٤ھ

الجواب صحیح

١٣/٢/١٤٤٤ھ

الجواب صحیح

١٣/٢/١٤٤٤ھ

الجواب صحیح

١١/٢/١٤٤٤ھ

الجواب صحیح

٩-٢-١٤٤٤ھ